Submission of E-contents

1. Name: DR. SYED MOHAMMAD QUASIM
2. Designation: Associate Prof.
3. Department/College: S Sinha college, Aurangabad
4. Subject: URDU
5. Course Type : (UG/PG/UG Vocational Courses/PG Vocational Courses/Medical/Para Medical/LAw/Technical/ Educational/ Diploma) write anyone : U. G. B.A Hons. Part 3
6. Course (B.A/B.Sc/B.Com/M.A./M.Sc/M.Com) write anyone : B.A. HONS
7. Title/Heading of e-content : JAMEEL MAZHARI — AS A GHAZAL G6
8. Image to be displayed with e-content (1125x750 in jpg or png only): drive link
9. PDF of e-content (in . pdf and < 10Mb) : drive link
10. URL from YouTube Video of e-content:
11. Whatsapp Number * 9431637576

NOTE: In Sr.No.9 &10, One must be filled.

Fill and send to munodalgaya@gmail.com

27.05.2020

B.A. HONS. 3
Paper: V
Group: A

جمیل مظہری — بحیثیت غزل گو

جمیل مظہری اپنے عہد کے ایک نامور اور نمائندہ شاعر ہیں۔ انہوں نے شاعری کی تمام اصناف میں طبع آزمائی کی ہے۔ ان کے شعری مجموعوں میں غزلوں کے علاوہ غزل مثلث، غزل مربع، مفردات، مربع، مخمس، تضمین، قطعات اور رباعیات ہیں اور کچھ فارسی کلام بھی ہے۔ فکر جمیل، آثار جمیل اور نقش جمیل ان کے شعری مجموعے ہیں۔

یہ ایک مصدقہ حقیقت ہے کہ فلسفہ کی گراں باری نے فن شاعری کو اکثر مجروح کیا ہے اور ایسا اول درجے کے شاعروں کے یہاں بھی ہوا ہے لیکن جمیل مظہری کی غزلوں میں ان کے فلسفیانہ ذہن نے گراں باری کا احساس کم دلایا ہے اور شاید یہی وہ خوبی ہے جس کے پیش نظر نیاز فتح پوری نے کہا تھا کہ "انہوں نے قدیم و تیم کی کوئی چیز لکھی ہی نہیں۔" اور خود جمیل کو بھی اپنے فن کے بارے میں یہ احساس ہے کہ وہ اپنے ہم عصروں سے زیادہ حساس ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ

علاوہ ریں کو زباں داں مظہری سا ہو — مگر یہ شرط کہ اکیسویں صدی کا ہو

جمیل مظہری کی غزلوں میں گہری داخلیت ملتی ہے۔ ان کی غزلوں کے مطالعے سے ان کی ذات، ان کی شخصیت اور ان کے فکری رجحان سے آگاہی ہوتی ہے۔ دو اشعار ملاحظہ ہوں کہ

یہاں بجز شراب کے نہیں علاج تشنگی — جمیل پیاس ہے تو آ فریب کھا سراب کا

نظر کو پاک کیا فکر کو بلند کیا — دلوں کو تیری محبت نے درد مند کیا

جمیل کے دل و دماغ میں ایک کشمکش ہے۔ وہ فکر کی لطافت کے بھی قائل ہیں اور حسین خواب کے متلاشی بھی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی شخصیت کو اپنے محبوب کی ذات کے ساتھ ہم آہنگ نہ کر سکے۔ اس کے لئے وہ خود کو قصوروار سمجھتے ہیں اور عشق کی چنگاری کو عقل کی راکھ سے دبا دینا چاہتے ہیں۔ اشعار دیکھئے کہ

جمیل کا سوز ناتمامی لطیف جذبوں کی تشنہ کامی
یہی تو وہ خون آرزو ہے جو رنگ بھرتا ہے شاعری میں

اک غلط فہمی تھی نہ تھا جس پہ محبت کا گماں
شوق کی افسردہ حالی کو وفا سمجھا تھا میں

بس گیا ہے ایک خواہش میں گم ہوتا اپنی ہستی کا شعور
اور اس خواہش کو ترکِ مدعا سمجھا تھا میں

جمیل مظہری کی غزلوں کے حسبِ ذیل اشعار بھی دیکھئے جو مختلف رنگ و آہنگ رکھتے ہیں۔

موتی بننے سے کیا حاصل جب اپنی حقیقت ہی کھو دی
قطرہ کے لئے بہتر تھا یہی مٹتا نہ کبھی دریا ہوتا

ہم وقت کے پیچھے تھے مگر خواب ہمارا
آگے ہی رہا قافلۂ شام و سحر سے

کچھ بھی نہ ملا ہاتھ کو کشکول بنا کے
یہ دستِ دعا کاسۂ خالی ہے خودی کا

بقدرِ پیمانۂ تخیل سرور ہر دل میں ہے خودی کا
اگر نہ ہو یہ فریبِ پیہم تو دم نکل جائے آدمی کا

جمیل مظہری کی شاعری کا یہ رنگ، ان کی غزلوں کی یہ خصوصیت اس کا مزاج اور یہی وہ سوچ ہے جس کی شعاعوں سے مختلف النوع رنگ نکھر کر قوسِ قزح کی مانند آسمانِ ادب پر جلوہ گر ہے جو دل کشی بھی رکھتا ہے اور دلآویزی بھی۔ انہوں نے اپنی غزلوں میں گہرے اور پیچیدہ فلسفوں کو بھی پیش کیا ہے مگر ان کی پیچیدہ معانی نے کبھی بھی ان کے اشعار کو گنجلک اور غیر مانوس نہیں ہونے دیا بلکہ ان کی نغمگی اور شیرینی ہر حال میں اور ہمیشہ قائم رہی۔

فکرِ جمیل میں غزلوں کا آخری حصہ رومانی اور جذباتی انداز کی غزلوں پر مشتمل ہے۔ ان میں عشق کی کارگزاری اور دلآویزی کا بیان رہا ہے۔ اکثر اشعار میں صنم سازی، پیکر تراشی اور ذاتی تجربات کی ترجمانی کی گئی ہے۔ ان اشعار میں ایک خاص لَے [illegible]

REDMI NOTE 7 PRO
48MP DUAL CAMERA
2020/5/27 13:

انداز بیان بھی۔ نادر تشبیہات اور علامتوں نے اشعار کو بہت خوبصورت بنا دیا ہے۔ ہندی اور اردو کے ملے جلے الفاظ نے اشعار کو دو آتشہ بنا دیا ہے کہ

بچپن کے گھروندے میں برسوں دونوں کی تمنا کھیلی ہے
ہم تم دراصل وہ لکڑی ہیں جو دھیرے دھیرے سلگی ہے

جواں ہو کر محبت کیوں نہ جھلکے اس کے چتون سے
مری معصوم بیتابی نے پوچھا جس کو بچپن سے

آثار جمیل میں جو غزلیں ہیں وہ ایک پختہ ذہن شاعر اور مفکر کی آواز ہے خود جمیل مظہری اسے اپنے افکار و اظہار کی الجھن سے تعبیر کرتے ہیں۔ ممکن ہے ان کی یہ شعوری کوشش انفرادیت کے اظہار کے لئے ہو۔ حالانکہ ان کے فن کے بعض ناقدین اسے فکری تضاد سے تعبیر کرتے ہیں کہ انہوں نے عشق میں ناکامی کے احساس کو تشکیک سے خلط ملط کرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیوں کہ اس طرح کی کوشش میں معدودے چند اشعار کہے جا سکتے ہیں لیکن وہ تو اپنے افکار کے اظہار میں سراپا محو تھے۔ انہوں نے جو محسوس کیا ہمیشہ اس کا اظہار کرتے رہے کہ

وہ بھی ہے دست ہوس دست دعا جس کو کہیں
انفعال اپنی خودی کا ہے خدا جس کو کہیں

معیار اک گڑھا ہوس اختیار نے
اللہ سمجھ کے اس کو لگی خود پکارنے

میں خدا کو ڈھونڈ چکا ہوں میں خدا سے روٹھتا ہوں
یہ وہ ناز بندگی ہے مجھے پوچھے خدا سے

اپنے افکار کو پیش کرتے ہوئے بھی جمیل مظہری نے اپنے اشعار میں

تغزل کا پورا خیال رکھا ہے۔ اس کی بہترین مثال دیکھئے کہ

مری گمرہی سے رستے مری خستگی سے منزل
مری داستاں مرتب مرے نقش ہائے پا سے
نہ وہ زلف شانہ پرور جسے خوف ہے ہوا کا
میں وہ کاکل پریشاں جو سنور گئی ہوا سے

مختصر یہ کہ جمیل مظہری کی غزلیں تمام دوسرے شاعروں سے الگ ہیں۔ انہوں نے غزل کو ایک نیا رخ عطا کیا ہے۔ ان کی علامتوں کی معنویت بالکل نئی ہے۔ ان کا لہجہ، ان کا انداز بیان، ان کی آواز مروجہ غزلوں سے بالکل مختلف ہے۔ ان کے ذریعہ استعمال کئے گئے الفاظ نئی معنویت لئے ہوئے ہیں جو عام شعراء کے یہاں نہیں ملتے۔ ان کی سلیقہ مندی، ان کا بیباک لہجہ اور جرأت اظہار کا انداز اردو شاعری میں انہیں بلند مقام عطا کرتا ہے۔